عدل وانصاف

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلىٰ سَيّد الأَنبياءِ وَالمرسَلينَ وعَلىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإِحْسَانٍ إِلىٰ يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوْذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پرنُور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللَّهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أَجمعِيْن.

دینِ اسلام اور بلاتفریق عدل وانصاف

عزیزانِ محترم!عدل ظلم وزیادتی کی ضد ہے،کسی چیز کو صحیح مقام پر رکھنا، حقدار کو اس کا پورا حق دینا، اور انفرادی واجتماعی مُعاملات میں اِفراط وتفریط سے بچنا عدل کہلاتا ہے،عدل کو عربی میں قِسط بھی کہا جاتا ہے،دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ مُعاشرے میں جس کا جتنا حق بنتا ہے، بغیر کسی کمی بیشی اور اختلافِ رنگ ونسل وذات پات کے اسے وہ حق دے دینا عدل ہے، اور انصاف کے بھی یہی

معنی ہیں، عدل وانصاف کا جو نظام دینِ اسلام نے دیا ہے، دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی، رسولِ کریم ﷺ نے اپنے قَول وفعل سے عدل وانصاف کی بہترین مثالیں قائم فرمائیں، اسلام میں امیر وغریب، شاہ وگدا، اعلیٰ وادنیٰ، آقا وغلام، حاکم ومحکوم سبھی کے مابین عدل وانصاف قائم رکھنے کی تاکید کی ہے، اور عدل وانصاف قائم کرنے پر انتہائی زور دیا ہے، انسان اپنے اَہل وعِیال، قرابت دار ورشتہ داروں، یتیموں، اور اَہلِ عداوت، الغرض سبھی کے ساتھ عدل وانصاف کرے۔

اللہ تعالیٰ نے عدل وانصاف سے متعلق ارشادِ فرمایا: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰامِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ * وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا * اِعْدِلُوْاؕ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى * وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾[1] "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے حکم پر خوب قائم ہو جاؤ انصاف کے ساتھ گواہی دیتے! اور تم کو کسی قَوم کی عداوت اس پر نہ اُبھارے کہ انصاف نہ کرو، انصاف کرو! وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو! یقیناً اللہ تعالیٰ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے"۔ عدل وانصاف کی تاکید کرتے ہوئے ایک دوسرے مقام پر خالقِ کائنات جلّ جلالہ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَإِنْ

---

(١) پ: ٦، المائدة: ٨.

حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۞ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾[1] "اگر تم فریقین کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے"۔

عزیز دوستو! عدل وانصاف پر مبنی دُرست فیصلے اَقوامِ عالَم کی کامیابی وکامرانی کے لیے اہم ترین سبب وذریعہ ہیں، عدل وانصاف معاشرے میں امن واِستحکام کے لیے بھی انتہائی ضروری ہے؛ کہ اس سے لوگوں کے حقوق کی حفاظت ہوتی ہے، انصاف پر مبنی درست فیصلوں کی برکت سے دینِ اسلام کی افضلیّت واَہمیّت اُجاگر ہوتی ہے، انبیاء ومرسَلین کی بعثت کا ایک اہم مقصد بلاتفریق عدل وانصاف قائم کرنا بھی ہے، پروردگارِ عالَم فرماتا ہے: ﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾[2] "یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلوں کے ساتھ بھیجا، اور اُن کے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو اُتاری؛ تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں"۔ لہٰذا ہم میں سے ہر ایک پر لازم ہے کہ وہ قول وفعل میں بلاتفریق عدل وانصاف سے کام لے۔

---

(١) پ: ٦، المائدة: ٤٢.

(٢) پ٢٧، الحديد: ٢٥.

غیر مسلموں پر ظلم کی وعیدیں

محترم بھائیو! انسان کی جان، مال، ناموس کی حفاظت، امن وامان، اور سکون اسلامی قوانین کا اوّلین مقصد ہے، دینِ اسلام نے جہاں انسانی جان، عزّت وآبرُو کے تحفّظ، اور تقویٰ وپرہیزگاری کا درس دیا، وہیں اپنوں کے ساتھ غیر مسلموں پر ظلم وزیادتی سے بھی روکا، ان کے مال وجان کے تحفّظ کا بھی حکم دیا، اسلام نے غیر مسلموں سے بھی اچھا برتاؤ کرنے، حُسنِ اخلاق سے پیش آنے اور عدل وانصاف قائم کرنے کا درس دیا، ارشاد خداوندی ہے: ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾(۱) "اللہ تعالیٰ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم سے دِین میں نہ لڑے، اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالا، کہ ان کے ساتھ احسان کرو، ان سے انصاف کا برتاؤ برتو، یقیناً انصاف والے اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں"۔

توجو عدل وانصاف کے بجائے ظلم وزیادتی کرے، اَیسے لوگ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں، اور ان کا یہ کام اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے، آقائے دو جہاں ﷺ

---

(۱) پ۲۸، ممتحنة: ۸.

نے ارشاد فرمایا: «مَنْ قَذَفَ ذِمِّيًّا حُدَّ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِسِيَاطٍ مِنْ نَارٍ»[1]

"جس نے کسی ذِمّی پر ناحق تہمت لگائی، روزِ قیامت اس پر آگ کے کوڑوں کے ساتھ حد قائم کی جائے گی"۔

مظلوم کی بددعا سے بچو اگرچہ وہ کافر ہو

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! سب گناہوں میں ظلم ایک اَیسا سخت تر گناہ ہے کہ چاہے کافر کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو، اللہ تعالی کو پسند نہیں، قرآن وحدیث میں جابجا اس کی بھی مذمت فرمائی گئی ہے، حضرت سیّدنا مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، جنہیں اللہ تعالی نے بلند مقام ومرتبہ عطا فرمایا، حضرت سیّدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے، نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کو جب یمن کا گورنر بنا کر بھیجا، تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے فرمایا: «وَاتَّقِ دَعْوَةَ المَظْلُومِ؛ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ!»[2] "مظلوم کی بددعا سے بچتے رہنا؛ کہ اس کے اور اللہ تعالی کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا"، یعنی مظلوم کی دُعا اللہ تعالی کی بارگاہ میں فوراً قبول ہوتی ہے، لہٰذا ہمیں ظلم وزیادتی سے ہمیشہ بچتے رہنا چاہیے۔

---

(١) "المعجم الكبير" بابُ الواو، ر: ١٣٥، ٢٢/ ٥٧.

(٢) "صحيح البخاري" كتابُ الزّكاة، بابُ أَخْذِ الصَّدَقَةِ مِنَ الأَغْنِيَاءِ وَتُرَدَّ فِي الفُقَرَاءِ حَيْثُ كَانُوا، ر: ١٤٩٦، صـ٢٤٣.

غیر مسلموں کے ساتھ عدل وانصاف کی ایک مثال

جانِ برادر! اسلام دینِ رَحمت ہے، جس نے غیروں کے ساتھ بھی مُساوات، ہمدردی، غمخواری ورَواداری اور عدل وانصاف کی تاکید فرمائی ہے، مصطفی جانِ رَحمت ﷺ کی پوری حیاتِ طیبہ کے دَوران ایک واقعہ بھی اَیسا نہیں ملتا جس میں آپ ﷺ نے غیر مسلموں کے ساتھ کوئی زیادتی کی ہو، بلکہ آپ ﷺ نے ہمیشہ عدل وانصاف سے کام لیا، جَیسا کہ اَنصار کے ایک شخص طُعمہ بن اُبیرق جو بظاہر مسلمان تھا، اُس نے اپنے ہمسایہ قتادہ بن نعمان کی زِرہ چُرا کر آٹے کی بوری میں زَید بن سمین یہودی کے گھر چھپادی، جب زِرہ کی تلاش ہوئی اور طعمہ پر شُبہ ہوا تو وہ انکار کرتے ہوئے قسم کھا گیا۔

بوری پھٹی ہوئی تھی اور آٹا اس میں سے گرتا جاتا تھا، اس کے نشان سے لوگ یہودی کے مکان تک پہنچے اور بوری وہاں مل گئی، یہودی نے کہاکہ طعمہ اس کے پاس رکھ گیا ہے، یہودی کی ایک جماعت نے بھی اس کی گواہی دی، طعمہ کی قَوم نے یہودی کو چور ثابت کرنے اور طعمہ کو بَری کرانے کے عزم سے قسمیں کھائیں، طعمہ کے مُوافق اور یہودی کے خلاف جھوٹی گواہی دی؛ تاکہ پوری قوم رُسوا نہ ہو، ان کی خواہش تھی کہ رسولِ کریم ﷺ طعمہ کو بَری کردیں اور یہودی کو سزادیں، تب اللہ تعالیٰ نے

یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی: ﴿يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَى مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطاً﴾(۱) "آدمیوں سے چُھپتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں چُھپتے، اللہ تعالیٰ ان کے پاس ہے جب دل میں وہ بات تجویز کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے، اور اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے"۔ سرورِ کونین ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا، اس سے معلوم ہوا کہ فیصلہ حق پر ہونا چاہیے۔

متحدہ عرب امارات کا منصفانہ عدالتی نظام

عزیزانِ گرامی! عدل وانصاف پر مبنی فیصلے کی بڑی اَہمیّت ہے، اسلام نے مُعاشرتی، قانونی، سیاسی، مُعاشی، مذہبی، باہمی تعلقات، لین دَین، عدالتی مُعاملات، الغرض انسانی زندگی کے انفرادی واجتماعی تمام پہلوؤں پر مشتمل شعبہ جات میں عدل وانصاف کی تاکید کی ہے؛ تاکہ کسی کا حق نہ مارا جائے، جب کوئی مظلوم کسی حاکم، قاضِی یا جج کے سامنے فریاد لے کر جائے، تو بغیر سفارش ورشوت اسے انصاف ملنا چاہیے، کسی کی غربت وکمزوری حصولِ انصاف کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے، نہ ہی صاحبِ منصب وصاحبِ مال ودَولت منصفانہ فیصلے پر انداز ہو سکیں۔

---

(۱) پ۵، النساء: ۱۰۸.

الحمدللہ متحدہ عرب امارات کاعدالتی نظام اسی شاہراہ پر گامزن ہے، اسلام میں قاضی وجج کو یہ مقام وحق حاصل ہے کہ وہ عدل وانصاف کی خاطر حاکمِ وقت کو بھی بلواکر عدالت کے کٹہرے میں کھڑاکر سکتاہے، بادشاہ وجج پر یہ فرض ولازم ہے، اور اُن کی ذمہ داری ہے کہ ملک ومُعاشرے میں عدل وانصاف اور توازُن واعتدال قائم کریں، کسی کی حق تلفی نہ ہونے پائے، حقدار کو حق دلائیں، مظلوم کو ظالم سے نَجات دلائیں، انہی مَقاصد کے لیے اسلام نے عدالتی نظام قائم کیا، اللہ تعالیٰ نے ہیرہ پھیری کے بغیر، عدل وانصاف قائم کرنے اور اپنے پرائے، امیر وغریب کی پرواہ کیے بغیر سچی گواہی دینے، اور حق پر فیصلہ کرنے کاحکم دیاہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ﴾ "اے داوٗد! یقیناً ہم نے آپ کو زمین میں نائب بنایا، تولوگوں کے درمیان سچائی کے ساتھ فیصلہ کیجیے، اور خواہش کے پیروی مت کیجیے؛ کیونکہ یہ چیز آپ کو اللہ کی راہ سے بہکادے گی، یقیناًوہ جو اللہ کی راہ سے بھٹکتے ہیں اُن کے لیے سخت

عذاب ہے، اِس بات پر کہ وہ حساب کے دن کو بھول بیٹھے"، یعنی اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تدبیر پر آپ کو مامور کیا، اور آپ کا فیصلہ اُن پر نافذ فرمایا"[1]۔

ایک اَور مقام پر عدل وانصاف سے متعلق ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللّٰهُ أَوْلَى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَى أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا﴾[2] "اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کے لیے گواہی دیتے! چاہے اس میں تمہارا اپنا نقصان ہو یا ماں باپ یا رشتہ داروں کا، جس پر گواہی دو وہ غنی ہو یا فقیر ہو، بہر حال اللہ تعالی کو اس کا سب سے زیادہ اختیار ہے، تو خواہشِ نفس کے پیچھے نہ چلو؛ کہ عدل سے الگ پڑو، اور اگر تم ہیر پھیر کرو یا حق سے منہ پھیرو، تو اللہ تعالیٰ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے"۔

لہٰذا جج صاحبان نسلی ومذہبی امتیاز کے بغیر عدل وانصاف کے مطابق فیصلہ کریں، ہر شعبہ، ہر طبقہ اور ہر فرد کو عدل وانصاف فراہم کیا جائے، ذات پات کی بنیاد پر کسی سے کوئی امتیازی سلوک ہر گز نہ برتا جائے، ایک مرتبہ قبیلہ بنی مخزوم کی ایک

---

(۱) "خزائن العرفان" ص۸۱۸.

(۲) پ۵، النساء: ۱۳۵.

عورت فاطمہ بنتِ اَسوَد نے چوری کی، یہ خاندان قریش میں عزّت ووجاہت کا حامل خاندان تھا، اس لیے لوگ چاہتے تھے کہ وہ عورت سزا سے بچ جائے، اور مُعاملہ کسی طرح ختم ہو جائے، حضرت سیّدنا اُسامہ بن زَید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے منظورِ نظر تھے، لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ اس مُعاملے میں رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مُعافی کی سفارش کیجیے، انہوں نے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مُعافی کی درخواست کی، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ناراض ہو کر فرمایا: «إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا»[1] "بنی اسرائیل اسی لیے تباہ وبرباد ہوئے کہ وہ غرباء پر بلا تامّل حد قائم کر دیتے، جبکہ اُمراء سے درگزر کرتے تھے، قسم ہے ربِ عظیم کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر فاطمہ بنتِ محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا"۔

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن ابی اَوفی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ اللهَ مَعَ الْقَاضِي مَا لَمْ يَجُرْ، فَإِذَا جَارَ تَخَلَّى عَنْهُ

---

(۱) "صحيح البخاري" كتابُ أَحَادِيْثِ الْأَنْبِيَاءِ، بابُ حَدِيثِ الْغَارِ، ر: ۳٤۷٥، صـ٥۸٦.

وَلَزِمَهُ الشَّيْطَانُ»[1] "یقیناً اللہ تعالیٰ عدل وانصاف والے قاضی وحاکم کے ساتھ ہوتا ہے، لیکن جب وہ ظلم کرے تو اللہ تعالی اُسے چھوڑ دیتا ہے، اور شیطان اُس کے ساتھ لگ جاتا ہے"۔ تو معلوم ہوا کہ حاکمِ اسلام اور جج و قاضی پر لازم ہے کہ وہ حق بات پر فیصلہ دیں، اور عدل وانصاف کا دامن تھامیں رہیں، ظلم کرنا شیطان کی ہمراہی کے مترادِف ہے۔

حضرت سیّدنا عمرِ فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا عدل وانصاف

حضراتِ گرامی قدر! حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ مسلمانوں کے دوسرے خلیفۂ راشد اور عشرۂ مبشّرہ میں سے ہیں، اسلام قبول کرنے سے پہلے ایک بار آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ گردن میں تلوار لٹکائے سیدھے دروازۂ رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم پر پہنچے، صحابۂ کرام نے آپ کے اس کیفیت میں آنے کی خبر حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دی، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: آنے دو، اگر نیّت اچھی ہوئی تو بہتر، ورنہ اسی تلوار سے اُن کا سر قلم کر دیا جائے گا، جب آپ بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم میں پہنچے، دستِ سرکار پر بیعت کر کے کلمۂ طیّبہ پڑھا، تو فلک شگاف نعروں سے فضا گونج اُٹھی، ہر طرف سے مرحبا مرحبا کی صدائیں آنے لگیں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے رُعب ودَبدَبے سے دشمنانِ اسلام اس قدر

---

(۱) "جامع الترمذي" أبواب الأحكام، باب ما جاء في الإمام العادل، ر: ۱۳۳۰، صـ۳۲۲.

حواس باختہ ہوتے کہ یہ مردِ قلندر کھلے آسمان تلے تنِ تنہا تلوار اور کوڑا لٹکائے آرام کر رہا ہوتا، مگر کسی کو جرأت وہمّت نہ ہوتی کہ آپ کا کوڑا یا تلوار اُٹھالیتا، جب آپ قبولِ اسلام کر چکے تو آپ نے مکّہ مکرّمہ کی گلیوں میں اعلان فرمایا، کہ کوئی ہے جو اپنے بچوں کو یتیم کرانا چاہتا ہو؟ اپنی بیوی کو بیوہ کرانا چاہتا ہو؟ اپنے ماں باپ کی کمر جھکانا چاہتا ہو؟ آنکھوں کا نور ضائع کرانا چاہتا ہو؟ تو آئے جائے! عمر نے محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی کا دعویٰ کرلیا ہے، آج سے اعلانیہ اذان ہوا کرے گی...!۔

حضرت سیّدنا عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت

برادرانِ اسلام! حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافتِ راشدہ کے دوسرے تاجدار ہیں، آپ رسولِ کریم ﷺ کے سُسر بھی ہیں، اور حضورِ اکرم ﷺ کے انتہائی قریبی رفیق بھی ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راتوں کو جاگ کر اپنی رعایا کی خدمت انجام دیا کرتے تھے، آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ کی تائید میں سورۂ نور کی آیات مبارکہ نازل ہوئیں، آپ باعظمت اور عادل ومنصف حاکم بھی تھے، آپ کی عدالت میں مسلم وغیر مسلم دونوں کو یکساں انصاف ملا کرتا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول بڑا مشہور ہے کہ "اگر نہرِ فُرات کے کنارے ایک کتا بھی پیاسا مرگیا تو عمر سے اس بارے میں پوچھا جائے گا"۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دَورِ خلافت اسلام کی تاریخ کا سنہرا دَور ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس ۱۰ سال چھ ٦ ماہ کے عرصہ میں بائیس ۲۲ لاکھ مربع میل زمین پر اسلامی خلافت قائم فرمائی، کئی علاقے فتح ہوئے، آپ کے دَورِ خلافت میں بے شمار

عدل وانصاف

مساجد تعمیر ہوئیں، دنیا کی دو ۲ بڑی سلطنتوں (قیصر وکسریٰ) کا خاتمہ ہوا، آپ کے عہدِ خلافت میں عدالتی نظام قائم ہوا، عراق، ایران، روم، ترکستان اور دیگر بلادِ عجم پر اسلامی عدل وانصاف کا پرچم لہرایا۔

وقتِ شہادت حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال مبارکہ

برادرانِ مَن! اسلام کے اس عظیم مجاہد امامِ عدل و حریت، فاتح عرب و عجم کی فتوحات سے اہلِ باطل اتنے گھبرائے کہ سازشوں کا جال بچھا ڈالا، اور ایک ایرانی بدبخت مجوسی ابولؤلؤ فیروز نے یکم محرّم الحرام ۲۳ ہجری کی نمازِ فجر میں آپ کو شہید کیا، "ابولؤلؤ دودھاری زہر آلود خنجر لیے ہوئے مسجد میں چھپا رہا، جب نمازِ فجر کی جماعت کا وقت ہوا تو فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے لیے مصلّے پر کھڑے ہوئے، کہ پیچھے سے ابولؤلؤ نے آکر خنجر سے حملہ کر دیا، تین ۳ یا چھ ۶ زخم لگائے، ایک زخم اتنا کاری تھا کہ ناف پار کر گیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ فرماتے ہوئے گر پڑے کہ "مجھے کتّے نے مار ڈالا، مجھے کتّے نے مار ڈالا"، ابولؤلؤ دو ۲ طرفہ خنجر چلاتا ہوا بھاگا، جس سے تیرہ ۱۳ افراد زخمی ہوئے، حضرت سیّدنا عبد الرحمٰن بن عَوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر چادر پھینک کر اسے دَبوچ لیا، جب اس نے دیکھا کہ اب پھنس گیا ہوں، تو خود اپنے ہی خنجر سے خودکشی کر لی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھا کر گھر لایا گیا، گھر آکر آپ نے دریافت کیا کہ مجھ پر کس نے حملہ کیا؟ جب ابولؤلؤ کا بتایا گیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، کہ کسی مسلمان کے ہاتھ

میرے خون سے رنگین نہیں ہوئے"[1]۔ بالآخر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ان زخموں سے جانبر نہ ہو سکے، اور دنیائے فانی سے کُوچ کر گئے، اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خواہش کے مطابق پہلوئے سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم میں آپ کو دفن کیا گیا۔

اے اللہ! ہمیں بلاتفریق عدل وانصاف کی توفیق عطا فرما، ظلم وزیادتی اور مظلوم کی بددعا سے محفوظ فرما، ہمارا عدالتی نظام بہتر وبہترین بنا، سب لوگوں کے لیے انصاف کا حصول آسان کردے، اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے قرآن وسُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اور صحابۂ کِرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما، ہم پر اپنی نعمتوں کی فراوانی اور اِن میں دَوام عطا فرما، اِن کی حفاظت وشکر کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفیٰ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیاری دعاؤں سے وافر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا پسندیدہ بنا، اے اللہ! متّحدہ عرب اِمارات کے بانی شیخ زاید اور دیگر حکّام کی مغفرت اور اُن پر اپنی رَحمت فرما، شیخ خلیفہ اور دیگر حکّامِ اِمارات کی حفاظت فرما، اِن سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

---

(۱) "نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری" کتاب الجنائز، ۴/۱۵۳۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه سيّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيننا محمّدٍ وّعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.